REVIEW OF RESEARCH

شولاپور کے اُردو ادب کا مطالعہ

ڈاکٹر چوہدار محمد شفیع (اسوسی ایٹ پروفیسر اور صدر شعبۂ اُردو ایس۔ ایس۔ اے۔ کالج شولاپور

مہاراشٹر میں شولاپور کا نام لسانی، تاریخی، سیاسی، سماجی و تجارتی نقطۂ نظر سے معروف رہا ہے۔ راقم الحروف نے اس مضمون میں مقالے کے پس منظر کے طور پر اس باب کو شامل مقالہ رکھا۔ اس باب کے ذریعے اس ضلع کی ماضی کی ایک جھلک دکھانا اس کا مقصد ہے۔ کیوں کہ یہ مقالہ ''ضلع شولاپور کے اردو ادب کا ایک مطالعہ'' اس عنوان پر لکھا گیا ہے۔ اس لیے اس ضلع کا پس منظر جاننا نہایت ضروری ہے۔ یہاں کے ادب اور ادبی خدمات کا محاسبہ کرنے کے لیے اس پس منظر کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ ویسے ٹین نے لکھا ہے کہ کسی ادبی تخلیق کے ادب میں مقام و مرتبے کے تعین کے لیے نقاد کو اس تخلیق اور اس کے مصنف کے دور کے سیاسی، سماجی، تاریخی اور تعلیمی حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔ مختصر یہ کہ عہد کا جائزہ لینا چاہیے۔ چوں کہ یہ مقالہ شولاپور کے ادب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے اس باب میں شولاپور کے لسانی، تاریخی، سیاسی اور سماجی حالات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

اردو زبان میں شولاپور کی تاریخ پر بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مقامی مضومن میں ایڈوکیٹ ارشد جتواڑکر، ایڈوکیٹ سید شاہ غازی الدین، عبدالمنان تبسم وغیرہ نے چیدہ چیدہ مضامین لکھے ہیں۔ مجاہد القاسمی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے۔ باقی حوالے حکومت مہاراشٹر کے گیزیٹ سے لیے گئے ہیں۔ شولاپور کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس ضلع کا وجود ۹۰ ق۔م۔ سے ۳۰۰ سن عیسوی تک شولاپور پر شنگرنی راجاوں کی حکومت تھی۔ ۳۰۰ء سے ۷۵۶ء تک یہاں چالوکیہ خاندان کے راجاوں نے حکومت کی۔ ۹۷۶ء سے ۱۱۸۴ء نیو چالوکیہ حاکم رہے۔ ۱۳۱۸ء میں شولاپور مغل صوبیداروں کے ماتحت رہا۔ ۱۳۴۸ء سے ۱۴۷۱ء تک بہمنی دور حکومت میں شامل ہوا۔ ۱۴۹۷ء میں شولاپور نظام شاہی اور عادل شاہی سلطنت کی سرحد پر ہونے کی وجہ سے یہاں قلعہ تعمیر ہوا۔ قلعے کی تعمیر کی وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ گئی۔ اس دور میں شولاپور کبھی عادل شاہ کبھی نظام شاہ کی حکومت میں رہا۔ ان دونوں کے درمیان لڑائیاں ہوئی۔ جب اورنگ زیب نے دکن پر حملہ کیا تو شولاپور اورنگ زیب کے قبضے میں آ گیا۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد ۱۷۲۳ء میں حیدرآباد کے نظام کے قبضے میں چلا گیا۔ ۱۷۵۷ء میں نانا صاحب پیشوا نے ۲۵۰۰۰ روپیے اس وقت کے قلعہ دار خلیل الدین خان کو دے کر قلعے کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ ۱۷۵۷ء سے ۱۸۱۸ء تک شولاپور مرہٹوں کے قبضے میں رہا۔ ۱۸۱۸ء میں انگریزوں نے اسے جیت کر اپنی حکومت قائم کی۔ ۱۹۴۷ء تک انہی کے قبضے میں رہا۔ اس دوران جنگِ آزادی کی تحریک میں بھی شولاپور کا حصہ رہا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں مجاہدین آزادی نے اسے تین دن کے لیے آزاد کردیا۔ انگریزوں کی چوکیاں جلائیں۔ تین دن تک یہاں انگریزوں کا کوئی حاکم یا پولیس موجود نہ تھا۔ بعدازاں انگریزوں نے مارشل لا نافذ کیا۔ آزادی کی یہ تحریک جاری رہی بالآخر ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا۔ ابتدائی زمانے ہی سے یہاں کانگریس پارٹی کا غلبہ رہا ہے۔ کانگریس کے ممبران کثیر تعداد میں چن کر آتے رہے ہیں۔

شولاپور کی وجہ تسمیہ بھی بڑی دلچسپ ہے۔ کچھ مورخوں کا کہنا ہے کہ شولاپور سولہ عدد دیہاتوں کا صدر مقام تھا اس لیے یہ سولہ پور کہلایا اور پھر سولہ پور سے شولاپور بن گیا۔ یادو زمانے کے تاریخی دستاویزات میں اس کا نام ''سولگی'' ملتا ہے۔ تاریخ فرشتہ میں ابوالقاسم فرشتہ نے اس کا نام سندلاپور لکھا ہے۔ قلعہ کے کتبات میں کچھ جگہ ''سونلاپور'' اور کہیں ''سندلاپور'' لکھا ہے۔ جبکہ حال اس کا نام شولاپور ہے۔ شولاپور میں حضرت اورنگ زیب کا قیام چار سال تک رہا۔ انھوں نے یہاں برہم پوری میں قلعہ تعمیر کرایا جو آج بھی موجود ہے۔ ۲۱ مئی ۱۶۹۵ء سے ۱۹ اکتوبر ۱۶۹۹ء

تک تقریباً ساڑھے چار سال اورنگ زیب شولاپور میں رہے۔ اس زمانے میں شاہی فرمان یہاں سے نکالے جاتے تھے۔ اپنے دورِ حکومت میں انھوں نے بہت سی عمارتیں یہاں تعمیر کیں۔ مغلوں کی ٹکسال بھی یہیں تھی۔

شولاپور قدیم زمانے سے کثیر الزبان اور کثیر المذہب رہا ہے۔ یہاں تیلگو، کنڑ مراٹھی اور اردو زبان بولی جاتی ہیں۔ یہاں لنگایت سماج، تیلگی سماج اور مسلمان مل جل کر رہتے ہیں۔ شولاپور تین سماجوں پر مشتمل ہے۔ اردو زبان پر ان تینوں زبانوں کے اثرات ہیں۔ شولاپور کی بولی زبان ادبی زبان سے بالکل مختلف ہے۔ لب ولہجہ لفظیات بھی ادبی اردو سے مختلف ہیں۔ لیکن شولاپور کے لوگ ادبی زبان بھی خوب جانتے ہیں۔ اسی لیے یہاں اردو ادب بھی تخلیق ہوا۔ شولاپور کے اردو ادب پر ماضی کے تاریخی، سیاسی، سماجی اور لسانی اثرات مرتب نظر آتے ہیں۔

شولاپور کے لسانی، تاریخی، سیاسی وسماجی پس منظر کے مطالعے کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ علاقہ ہمیشہ سے انتشار کا شکار رہا۔ کئی بادشاہوں کی حکومت میں یہ علاقہ رہا مگر کسی بھی بادشاہ نے اسے سنوارنے یا ترقی دینے کی کوشش نہ کی۔ اس لیے یہاں کوئی خاص تہذیب پنپ نہ پائی۔ تعلیم وتربیت کا معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگ علم سے بے بہرہ رہے۔ انگریزوں کے دور میں ملوں کے قیام کی بدولت یہاں مزدوروں کی آبادی قائم ہوئی۔ بیشتر عوام اسی محنت مزدوری پر زندگی گذارنے پر مجبور تھی۔ تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد کم تھی۔ ایسی علم سے بھٹکی ہوئی انسانوں کی آبادی کو اپنی علم وحکمت، محبت وشفقت، اور صراطِ مستقیم پر رکھنے کا کام یہاں کے صوفیائے کرام نے کیا۔ یہاں کی مشترکہ تہذیب کی حفاظت کی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد واتفاق، اخوت وبھائی چارگیہ وائم رکھنے کی کوشش کی۔ اس ضمن میں حضرت مغرب علی شاہ کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ آپ ہر جمعرات کو اپنے حلقے میں بھجن کا بھی اہتمام کرتے تھے اور گنگتی کے جلوس کے وقت بڑے گنگتی کی مورتی کو اپنے ہاتھوں سے ہار ڈالتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہزاروں ہندو بھی آپ کے مرید ہو گئے اور شولاپور میں قومی یکجہتی برقرار رہی۔ دیگر صوفیائے کرام بھی عوام کی رہبری کرتے رہے۔ بہت سے صوفیاء نے اردو زبان کو اپنی تبلیغ واشاعت کا ذریعہ بنایا۔ جس کی وجہ سے اردو شاعری کی روایت قائم ہوئی۔ کئی صوفیا کے کلام بھی شائع ہوئے۔ اس ضمن میں شاہ ظہورؒ حضرت ملنگ شاہ ولیؒ، حضرت پیر احمد علی شاہؒ، سید السادات حضرت عارف شاہ قادریؒ، حضرت صلابت جنگؒ، حضرت بزرگ عولی شاہؒ، حضرت رحیم بابا انصاری طیشیہ وقادریہؒ، حضرت عطا علی شاہؒ، حضرت روشن علی شاہؒ، حضرت چمن شاہ ولیؒ، حضرت نیلور والے باباؒ، حضرت حاجی فرید الدین باباؒ، حضرت اعتبار علی شاہؒ، حضرت ٹیکی والے مرشدؒ، حضرت حاجی ماجیؒ، حضرت قتال حسینیؒ، حضرت ملا باباؒ، حضرت مغرب علی شاہؒ، حضرت شاہ اکبر قاسم صدیقیؒ، حضرت یحییٰ پیرؒ، حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ مخدوم اللہ الدین چشتیؒ، حضرت جلال الدین شاہ بخاریؒ، حضرت اقرار علی شاہؒ، حضرت اسرار علی شاہ چشتیؒ، پیر احمد شاہ قادری عتیقؒ، وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت شاہ اکبر قاسم کا کلام ۱۰۰ سال پرانا ہے۔ ان کی زبان وبیان صاف ستھری ہے۔ مقامی زبان کے کچھ الفاظ آپ کے کلام میں نظر آتے ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر زبان صاف ستھری اور نکھری نظر آتی ہے۔ موضوعات وہی ہیں جو عام طور پر صوفیائے کرام کے کلام میں ملتے ہیں۔ لیکن "صدری میل" "روایت صدری" وغیرہ آپ کی قائم کردہ روایات ہیں۔ اس کلام میں واقعاتِ کربلا کا بیان ہے۔ یہ کلام شولاپور میں محرم کے مہینے میں گایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کے مریدین اس کلام کو محرم میں تعزیوں کے جلوس میں ڈرامائی انداز میں پیش کرتے تھے۔ جس میں رقص، موسیقی اور اداکاری بھی ہوتی تھی۔ یہی صدری میل شولاپور کے ابتدائی ڈرامے ہیں۔ آپ کا کلام آپ کے عرس صد سالہ پر شائع کیا گیا۔ صرف ایک کاپی بنائی گئی تھی۔ وہ کاپی مقالہ نگار کے پاس محفوظ ہے۔ اس کلام کی تحقیق کو مقالہ نگار اپنا اعزاز سمجھتا ہے۔ حضرت پیر احمد شاہ قادری عتیق کا کلام اکبر قاسم سے زیادہ نکھرا ہوا ہے۔ آپ کے کلام میں تصوف کے علاوہ دنیا کے دکھ درد اور مسائل کی ترجمانی بھی ملتی ہے۔ آپ نے

بہت سی نظمیں لکھ کر اردو میں نظم نگاری کو فروغ دیا۔ "جو ہوگا دیکھا جائے گا" آپ کی شاہکار نظم ہے۔ اس نظم میں موضوع و ہیئت کی وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو اسے ایک شاہکار نظم بناتی ہیں۔ آپ کا کلام مارچ ۱۹۸۰ء میں ادارہ بحر العلیش ضلع شولاپور کی کوششوں سے شائع ہوا ہے۔ آپ نے دین کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی تبلیغ کی۔ نازاں شولاپوری آپ کے مرید تھے۔ جو ملک گیر شہرت کے حامل شاعروں میں سے ہیں۔ حافظ عباد اللہ شاہ قادری کا مجموعہ کلام "وسیلہ" شولاپور کی متصوفانہ شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ کے کلام میں بھی تصوف کے رموز پنہاں ہیں۔ آپ کا مجموعہ کلام بزم غالب شولاپور نے ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔ ان صوفیائے کرام کی کوششوں سے شولاپور میں دین کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی ترقی ہوئی۔ ان ہی کوششوں سے شولاپور کی اردو شاعری نے اپنے سمت اور رفتار متعین کی۔ اگلے باب میں اسی موضوع سے بحث ہے۔

صوفیائے کرام کی قدیم شاعری سے شولاپور کی موجودہ شاعری نے اپنی سمت و رفتار متعین کی۔ شولاپور کے شعراء کے سامنے ماضی کی یہ روایتی شاعری موجود تھی۔ اسی بنیاد پر نئے شعراء نے اپنی عمارت تعمیر کی۔ شولاپور میں شاعروں کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ مگر کئی وجوہات ایسی تھیں جس کی بنا پر۔ یہ ادب کے پروانے اپنی تخلیقات کو شائع کر کے اپنی انجمن قائم نہ کر سکے۔ لیکن آپ نے تشنگی پرورش کی اور آنے والی نسلوں تک اس کو پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔ کچھ شعراء کو اپنا کلام چھپوانے میں کامیابی نصیب ہوئی۔ وہ صاحب تصنیف کہلائے۔ ان کی تخلیقات کے مطالعے سے شولاپور کی شاعری کی سمت و رفتار کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے شعراء کے مجموعہ کلام کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

حاتی غوجیا لوکیہ حاکم رہے۔ حاتق شولاپوری کا مجموعہ کلام "سرمدی نغمے" (سن اشاعت ندارد) تسنیم منان کا "سریلے گیت" (سن اشاعت ندارد) تیکا عدنی کا مجموعہ کلام "غبارِ کارواں" (مارچ ۱۹۸۳ء) کاروانِ ادب کا مجموعہ "کاروانِ ادب" (مئی ۱۹۸۸ء) قدیر شولاپوری کا مجموعہ کلام "بوئے پیراہن" (مارچ ۱۹۹۱ء) باور شولاپوری کا مجموعہ کلام "لہو ترنگ" (۱۹۹۳ء) محبوب جاتی کا مجموعہ کلام "صبحِ غزل" (نومبر ۱۹۹۸ء) عبدالرشید ارشد کا مجموعہ کلام "غالب خستہ کے بغیر" (۱۹۹۹ء) اعجاز نبی اعجاز کا مجموعہ کلام "برگِ حنا" (اپریل ۲۰۰۰ء) الیاس احمد الیاس کا مجموعہ کلام "نوکِ سوزاں" (۲۰۰۳ء) رفیع نواز کا مجموعہ کلام "ارتکازِ خیال" (مئی ۲۰۰۳ء) خور انیس کا مجموعہ کلام "دشتِ جنوں" (اکتوبر ۲۰۰۳ء) عبدالرزاق رند کا مجموعہ کلام "اردو کے پھول" (۲۰۰۴ء) قدیر شولاپوری کا مجموعہ کلام "ترانے" (۲۰۰۴ء) حبیب احمد شوق کا مجموعہ کلام "متاعِ سخن" (۲۰۰۵ء) اور سراج شولاپوری کا مجموعہ کلام "تیرِ نیم کش" (مئی ۲۰۰۶ء) وغیرہ۔

ویسے شولاپور کی شاعری کی روایت سو سال پرانی ہے۔ لیکن پچھلے پچاس سالوں میں اس کی ترقی ہوئی۔ پہلا مجموعہ کلام حاتق شولاپوری کا "ذکرِ جمیل" ہے۔ اس کے بعد حاتق صاحب نے "سرمدی نغمے" شائع کیا۔ (سرمدی نغمے میں ذکرِ جمیل کا ایک حصہ بھی درج ہے) یہیں سے پختہ روایت قائم ہوئی۔ حاتق صاحب کے کلام میں بھی صوفیانہ رنگ ہے۔ اس کے بعد تسنیم منان کے "سریلے گیت" میں بچوں کی شاعری ہے۔ یہ ادبِ اطفال میں اضافہ ہے۔ آپ کو اس کتاب پر مہاراشٹرا اسٹیٹ اردو اکادمی نے انعام بھی دیا۔ اسی کتاب میں آپ کے پہلے دو مجموعہ کلام "ہنستے گیت" اور "رسیلے گیت" کا ذکر ہے۔ یہ بھی بچوں کی شاعری ہے۔ تیکا عدنی نے شولاپور کی شاعری میں ترقی پسند موضوعات کو فروغ دیا۔ اور نظم نگاری کی طرف توجہ دی۔ آپ کی غزلیں بھی معیاری ہیں۔ کاروانِ ادب ایک ادبی ادارہ ہے۔ اس نے شعراء کے کلام کا گلدستہ شائع کیا تھا۔ جس میں ۳۱ شعراء کا منتخب کلام درج ہے۔ اس کے مطالعے سے شولاپور کے شعراء کا مجموعی رنگ نظر آتا ہے۔ "بال و پر" کے خالق محمد حنیف بے چین خالص غزل کے شعر ہیں۔ آپ کے کلام میں زندگی کے کرب کی عکاسی ہے۔ قدیر شولاپوری شولاپور کے بلند قامت شعراء میں سے ہیں۔ آپ کے مجموعے میں نظمیں، غزلیں اور قطعات بھی شامل ہیں۔ آپ کے کلام میں فکر کی گہرائی اور فن کی بالیدگی نظر آتی ہے۔ "لہو ترنگ" کے خالق باور شولاپوری کی شاعری میں نکھت ہے۔ محبوب جاتی کے مجموعہ کلام "صبحِ غزل" میں بہترین غزلیں ہیں۔ آپ خالص غزل کے شاعر

ہیں۔ آپ کی شاعری میں عصری مسائل کے ساتھ ساتھ روایتی شاعری کی جھلک نظر آتی ہے۔ غزلوں میں رنگ تغزل اپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ عبد الرشید ارشد کی "غالب خستہ کے بغیر" میں غالب کے کلام کی تضمین ہے۔ اس میں طنز و مزاح کی بہترین مثالیں موجود ہیں۔ غالب کے مصرعوں پر جو مصرعے لگائے گئے ہیں۔ اس میں غالب ہی کا انداز نمایاں ہے۔ اعجاز نبی اعجاز کی شاعری فکر انگیز ہے۔ ان کی شاعری میں ترقی پسند تحریک کی جھلکیاں ہیں۔ اپ کے کلام پر ساحر لدھیانوی کا اثر نمایاں ہے۔ "برگ حنا" میں مزدور کے متعلق لکھی ہوئی نظم آپ کا شاہکار ہے۔ الیاس احمد الیاس کی "نوک سوزاں" ایک بزرگ و پختہ ذہن کی شاعری نظر آتی ہے۔ یہ بھی غزل کے شاعر ہیں۔ آپ کی شاعری میں قدیم شاعری کی خوبیاں موجود ہیں۔ رفیع نواز کے مجموعہ کلام "ارتکاز خیال" میں چھوٹی چھوٹی بحروں میں لکھی ہوئی غزلیں موجود ہیں۔ آپ سادہ عام فہم زبان میں اظہار خیال کرتے ہیں۔ غفور انیس ترقی پسند شاعر تھے۔ اس لیے آپ کے مجموعہ میں جو نظمیں ہیں۔ ان پر ترقی پسندوں کے اثرات ہیں۔

عبدالرزاق رند کے مجموعہ کلام "یادوں کے پھول" میں جدید شعری کی جھلکیاں موجود ہیں۔ آپ کی شاعری میں علامتوں کا استعمال ہوا ہے۔ "اضطراب نظر" میں نظر کی شاعری پوری طرح روایت شاعری نظر آتی ہے۔ محب صاحب کی "سہم غزل" میں قدیم و جدید روایتیں سمٹ کر آئی ہیں۔ قدیر شولاپوری کی "ترانے" میں بچوں کو اسکول میں مختلف پروگرام کے لیے گائے جانے والے گیت ہیں۔ یہ گیت قلم کی دھن پر لکھے گئے ہیں۔ ان میں درس اخلاق کی کارفرمائی ہے۔ حبیب احمد شوق کی "متاع سخن" میں روزمرہ کے مسائل اور رنگ تغزل کی کارفرمائی ہے۔ اپ کا انداز بھی روایت ہے۔ اپ بھی غزل کی شاعر ہیں۔ سراج شولاپوری کی "تیر نیم کش" طنز و مزاح کا بہترین مثال ہے۔ اس میں قطعات غزلیں اور نظمیں ہیں۔ نظموں میں سلیمان خطیب کا رنگ ہے۔ اس طرح شولاپور کی شاعری میں روایتی انداز سے لے کر طنز و مزاح اور جدیدیت تک کی بہترین مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ادب اطفال کے لیے کی گئیں کوششیں اپنی مثال آپ ہیں۔

شولاپور میں نثر کی تاریخ بھی قدیم ہے۔ نثر کی شروعات میں شاعری کے مقابلے میں کچھ فاصلہ رہا ہے۔ لیکن ابتدائی دور میں یہاں ڈرامے لکھے گئے۔ چوں کہ اس مقالے میں ڈرامہ کا ایک علاحدہ باب ہے۔ اس لیے اس باب میں اس کی تفصیلات آئی ہیں۔ شولاپور میں نثر کی باقاعدہ شروعات آثر شولاپوری کی افسانہ نگاری سے شروع ہوئی۔ آپ کے افسانوں کا مجموعہ جولائی ۱۹۷۶ء میں علوی بک ڈپو ممبئی سے شائع ہوا تھا۔ لیکن اس کتاب کے تقسیم کار آپ کے بھائی اے۔ یو۔ شیخ۔ ۲۴۰ سول بادشاہ پیٹھ شولاپور تھے۔ اس میں کل ۱۱۲ افسانے ہیں۔ یہ افسانے فن افسانہ نگاری پر پورے نہیں اترتے لیکن شولاپور کی نثر کی تاریخ یہ تصنیف کی تاریخی اہمیت ہے۔

شولاپور میں ۱۹۷۶ء سے ۲۰۰۶ء تک نثر تصانیف بدستور شائع ہوئی ہیں۔ شولاپور کے نثاروں نے نثر کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ یہاں تک کہ نثر میں بھی ادب اطفال لکھا گیا۔ مقالے اور مضامین بھی لکھے گئے۔ تاریخ کے موضوع پر کتابیں تحریر ہوئیں۔ تنقیدی مضامین لکھے گئے۔ موجودہ دور میں چند سوانح بھی لکھی گئیں۔ آثر شولاپوری کے بعد سید عباس نے افسانہ نگاری کی طرف توجہ دی۔ آپ کے افسانوں کا مجموعہ "یہ شام بھی کہاں ہوئی" اورنگ آباد سے شائع ہوا۔ فی زمانہ آپ مراٹھواڑہ میں مقیم ہیں۔ بقول ڈاکٹر سیاح کامل آپ مراٹھواڑہ کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں سے ایک ہیں۔ شولاپور کی نثر کی ترقی میں حکیم سنان کا نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ کیوں کہ آپ نے شاعری کے علاوہ نثر میں بھی ایک سے زائد کتابیں لکھیں۔ آپ نے بچوں کے لیے دو کہانیوں کی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کیں۔ ایک "اکڑو جکورا" اور دوسرا "کالیا کا انجام" آخرالذکر کتاب دستیاب نہیں لیکن اول الذکر ادب اطفال میں اضافہ ہے۔ اس کہانی پر ڈاکٹر احتشام مذاق نے ڈرامہ بھی لکھا۔ اس کے علاوہ موصوف نے ۱۹۹۳ء میں "انوار قمر" رسالہ شائع کیا۔ جس میں تصوف کے موضوع پر پر مغز مضامین درج ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں موصوف نے بچوں کے لیے خصوصاً طالب علموں کے لیے "معاون اردو" اور "جنرل نالج" دو کتابیں شائع کیں۔ اول الذکر میں اردو

زبان کی بنیادی اصطلاحات کی وضاحتیں ہیں اور آخر الذکر میں عام معلومات درج ہے۔ نسیم صاحب کی نثر آسان عام فہم ہے۔ آپ کے موضوعات میں تنوع ہے۔ اس کے بعد نثری تقاریر پر مبنی تصنیف ''حروف تابندہ'' شائع ہوئی۔ شامل ادیب نے ۱۹۹۳ء میں یہ کتاب شائع کی۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ یہ شولاپور کی پہلی تصنیف ہے۔ جو ریڈیو پر نشر شدہ تقاریر کا مجموعہ ہے۔ اردو ادب میں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں ''جشن قدیر شولاپور رسم اجراء بوئے پیراہن'' شائع ہوئی۔ اس میں قدیر صاحب کی فن و شخصیت پر مضامین ہیں۔ ۱۴؍ مارچ ۱۹۹۹ء میں ایک اہم کتاب یہاں شائع ہوئی۔ جس کے مدیر نسیم منان تھے۔ اس میں شولاپور کی تاریخ کے علاوہ شولاپور کے ادب پر بھی مضامین لکھے گئے ہیں۔ تالیف اردو نثر میں گراں مایہ اضافہ ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ہی ایک اور تصنیف یہاں شائع ہوئی۔ جس کا نام ''ذوق نظر'' ہے۔ یہ ایم۔ ایم۔ شیخ صاحب کے تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے۔ شولاپور کی نثر میں یہ کتاب سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں پہنچ کر شولاپور کی نثر معیاری ہو جاتی ہے۔ موصوف نے یہ کتاب لکھ کر شولاپور کی نثر کو معیاری بنا دیا۔

اس دوران شولاپور میں اردو نثر کی باگ ڈور چند نثاروں نے سنبھالی۔ جن میں عبدالرزاق رندؔ، پروفیسر عبدالجلیل شیخ، بشیر پروازؔ، اعجاز نبی کاریگر، پروفیسر ایم۔ اے۔ رنگریز خلیل، الیاس احمد الیاسؔ، عبدالرشید ارشدؔ، عبدالرشید شیخ شامل ہیں۔ ان میں اکثر شاعر ہیں۔ لیکن شولاپور سے شائع ہونے والے مجموعہ کلام میں مذکورہ نثاروں نے تقریظیں، مقدمے، تنقیدی مضامین اور صاحب تصنیف کے سوانحی خاکے لکھے۔

۲۰۰۶ء میں ڈاکٹر کلام دستگیر نے ''شہر شولاپور کے روشن چراغ'' لکھ کر ادبی تنقید کی بنیاد ڈالی۔ ایڈوکیٹ سید شاہ غازی الدین نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ ۲۰۰۰ء میں آپ نے ''عہد عالمگیر کے درباری اخبار'' کے عنوان سے کتاب لکھ کر نہ صرف شولاپور بلکہ اردو ادب کو اورنگ زیب کے متعلق ایک اہم کتاب دی ہے۔ ۲۰۰۲ء میں ''شیواجی کون تھے؟'' لکھ کر آپ نے مہاراشٹر میں شیواجی مہاراج کی پہلی تاریخ اردو میں پیش کی۔ مہاتما جوتی با پھلے (حیات اور کارنامے) ۲۰۰۵ء میں لکھی۔ یہ کتاب شولاپور کے اردو کی پہلی سوانح ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے ۲۰۰۷ء میں ''ڈاکٹر بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر (حیات اور کارنامے) لکھ کر شولاپور کو دوسری سوانح عطا کی۔ آپ اردو ادب کے پہلے ادیب ہیں جنہوں نے بہوجن سماج کے عظیم قائدین کی سوانح لکھی۔ اسی درمیان میر افضل نے ۲۰۰۶ء میں ''مینار عزیمت'' لکھی جس میں حیدرآباد کے پیر طریقت، حضرت ابوالخیرات الحاج سید انوار اللہ شاہ صاحب'' کے سوانحی خاکے علاوہ ان کی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ شولاپور میں نثر کے میدان میں مختلف اصناف نثر کا احاطہ ملتا ہے۔

مہاراشٹر میں جب بھی اردو ڈرامہ کا ذکر ہوتا ہے تو شولاپور کا نام سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ اردو ڈرامہ شولاپور کا طرۂ امتیاز ہے۔ ڈرامہ شولاپور کی مٹی میں شامل ہے۔ یہاں ڈرامہ کے فنکار بنائے نہیں جاتے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں ڈرامہ کی تربیت دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شولاپور میں ڈرامہ کی روایت بھی سو سال پرانی ہے۔ جس زمانے میں یہاں جب شاعری کی شروعات ہوئی تھی، اسی زمانے میں منظوم ڈرامے لکھے جاتے تھے۔ لیکن اس زمانے کے ڈراموں کا تحریری ریکارڈ نہیں ملتا۔ یہاں ابتدائی دور میں ''تخت رواں'' اور ''دربار'' کے نام سے ڈرامے کھیلے جاتے تھے۔ محرم کے مہینوں میں تعزیوں کے جلسوں میں راستے پر جگہ جگہ یہ ڈرامے کھیلے جاتے تھے۔ یہ آج کل کے اسٹریٹ پلے (Street Play) کی طرح ہوتے تھے۔ دوسرا طریقہ ''صدری میل'' کا تھا۔ ''صدری میل'' بھی ڈراموں ہی کی قسم تھی۔ یہ ''صدری میل'' صوفیائے کرام کے کلام ہوا کرتے تھے۔

ڈرامہ میں دو اہم پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ڈرامہ نگاری اور دوسرا اسٹیجنگ۔ یہاں ان دونوں پہلوؤں میں کام ہوا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق شولاپور کے پہلے ڈرامہ نگار علاء الدین منشی تھے۔ جنہوں نے ۱۹۲۵ء میں ''دربار کی صورت'' لکھا۔ یہ شولاپور کا پہلا تحریری ڈرامہ تھا۔ اس

کے بعد عشقی صاحب نے "گرہ کشی" بھی لکھ کر پیش کیا تھا۔ ان کے بعد ڈاکٹر ایچ۔ ایم۔ شیخ "انارکلی" لکھا۔ یہ تمام ڈرامے دستیاب نہیں ہیں۔ ان بزرگوں کے بعد شولاپور میں ڈرامہ نگاروں کی دوسری پیڑھی آئی ان میں نسیم منان، تجمل تمنا، پی۔ ایچ۔ کرجگی، منظور عالم، بشیر پرواز، سید سعید احمد، عبدالوہاب لنجے، راجہ باغبان، ساغر شولاپوری، ڈاکٹر ٹی۔ ایم۔ پٹیل، عبدالحمید ڈالمبوالے، روف باگبان، حکیم شیخ اختر، ایم۔ ہارون باغبان، تنویر بیجاپورے، اعجاز شیخ، ابراہیم شاہ پورے، وجاہت عبدالستار نگر، اور راقم الحروف کے نام شمار ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا ڈرامہ نگاروں کی فہرست کافی طویل ہے۔ ان میں سبھوں نے ایک سے زائد ڈرامے لکھے۔ لیکن کسی کا کوئی ڈرامہ شائع نہیں ہوا۔ شولاپور میں ڈرامہ کی سب سے پہلی مصنف سید سعید احمد کی "سارے جہاں سے اچھا" ہے۔ اس میں اسی عنوان سے ایک ڈرامہ درج ہے۔ سعید احمد کے بعد عبدالوہاب لنجے کا نام اہم ہے۔ ان کا ایک منتخب ڈرامہ "لال قندیل" اردو اکیڈمی کے "امکان" رسالے کے جلد (۱۵) میں شائع ہوا۔ نوجوانوں میں ہارون رشید کا ڈرامہ "میٹھا زہر" بھی محکمہ سماجی بہبودی حکومت مہاراشٹر سے شائع کردہ کتاب میں دوا انعام حاصل کرنے کے عوض شائع ہوا۔ نسیم منان کے دو ڈراموں کے مجموعے "شناسائی" اور "کلنگ" آپ کے فرزند تنویر بیجاپورے نے شائع کیے۔ ڈرامہ نگاروں کے ڈراموں میں سے نسیم منان کا "ڈھلی کھاٹ" پی۔ ایچ۔ کرجگی کرکا "زکام صاحب کی کہانی" ڈاکٹر ٹی۔ ایم۔ پٹیل کا ڈرامہ (ترجمہ) "خالہ خالدکی" اور ساغر شولاپوری کا ڈرامہ "مسٹر چار مینار" کافی کامیاب ہوئے۔ اس کے کئی کمرشیل شوز ہوئے۔ شولاپور کے کامیاب ڈراموں کی فہرست کافی طویل ہے۔ یہاں انکا ذکر مشکل ہے۔

ڈرامے کے دوسرے پہلو پیش کش میں بھی شولاپور بہت آگے ہے۔ کیوں کہ اس کے لیے یہاں بہت سے ڈرامہ گروپس قائم ہوئے۔ ان میں ہر گروپ کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ جتنے ڈرامے یہاں لکھے گئے ان میں سے قریب قریب سبھی ڈرامہ مختلف گروپس سے پیش ہوئے۔ کچھ ڈرامے تو کئی مرتبہ کھیلے گئے۔ یہاں ایسے گروپس کے صرف نام گنوائے جاتے ہیں۔ جنھوں نے شولاپور کے ڈرامے کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان میں الہلال احمد علی ڈرامیٹک کلب تھیٹر، پیپلز مسلم اسٹوڈنٹ برادرہوڈ شولاپور، اقبال کلب شولاپور، وغیرہ ابتدائی دور کے گروپس ہیں۔

بعد کے گروپس کی تاریخ میں "فنکار ڈرامہ اسوسی ایشن" کافی اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ یہاں سے شولاپور کی ڈرامہ پیش کش میں انقلاب آیا۔ اس گروپ نے کئی نئے فنکاروں کو جنم دیا جنھوں نے بعد میں بہت سے نئے گروپس بنائے۔ کچھ فنکار ایسے پیدا ہوئے جو بعد میں ایک مکتبہ فکر بن گئے۔ ان میں ڈاکٹر ٹی۔ ایم۔ پٹیل، راجہ باغبان، سید سعید احمد، اور ساحر نداف کے نام اہم ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں ڈرامہ پیش کش میں دوسرا انقلاب آیا۔ یہ انقلاب "مہاراشٹرا اسٹیٹ اردو اکیڈمی" کے ڈرامہ مقابلوں کا مرہون منت ہے۔ اس دور کو شولاپور میں ڈرامہ کی ترقی کا سنہرا دور بھی کہہ سکتے ہیں کیوں کہ اس دور میں کئی نئے گروپس اور فنکار پیدا ہوئے۔ ان کے نام اس طرح ہیں۔ نشاط اکیڈمی (۱۹۷۶ء) انوار ڈرامہ اسوسی ایشن (۱۹۷۹ء) ایس۔ ایس۔ اے اردو ہائی اسکول شولاپور، نامیہ اپاسنا شولاپور (۱۹۸۰ء) مولانا ابوالکلام آزاد کلب شولاپور (۱۹۷۳ء) نئی زندگی اردو ہائی اسکول شولاپور، آرٹ اکیڈمی شولاپور (۱۹۹۱ء) بلاک ۴۲ گروپ شولاپور (۱۹۹۲ء) سائی بابا ودیا مندر شولاپور، وغیرہ۔

اصلاحی وفلاحی تنظیم اور بزم غالب شولاپور نے بچوں کے ڈراموں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اول الذکر ادارے نے ۲۲ نومبر ۱۹۹۸ء کو بین المدارس ڈرامہ مقابلہ لیا۔ جس میں شولاپور کے دس اسکولوں نے حصہ لیا۔ ان میں آٹھ ڈرامے شولاپور کے ڈرامہ نگاروں کے پیش ہوئے۔ بزم غالب چار سالوں سے یہ مقابلہ لے رہا ہے۔ جنوری ۲۰۰۶ء سے جنوری ۲۰۰۹ء تک کے ڈراموں میں شولاپور کے ڈرامہ نگاروں کی ۴۳

اسکرپٹ اس مقابلے میں پیش ہوئیں۔ ان مقابلوں میں پیش کردہ مقامی ڈرامہ نگاروں کے ڈراموں کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ غرض شولاپور اردو ڈرامہ کا گہوارہ ہے۔ جس میں اس صنف نثر کی پرورش ہو رہی ہے۔

اردو زبان وادب کے ارتقاء میں ادبی انجمنوں کا رول کافی اہم رہا ہے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ شولاپور میں بھی ایسی انجمنیں قائم ہوئیں۔ ان انجمنوں نے اپنے تئیں اردو کی خدمت کرنے کی کوششیں کیں۔ ان کی خدمات کی بدولت شولاپور میں اردو زبان و ادب کو فروغ حاصل ہوا۔ بہت سی ادبی انجمنیں یہاں کے ادیبوں نے بنائیں ان کے اغراض ومقاصد مختلف رہے لیکن سبھوں کا اہم مقصد اردو زبان وادب کی ترقی وترویج رہا۔ ان انجمنوں کی کوششوں سے مقامی شعراء وادباء کی شعری ونثری تصانیف شائع ہوئیں۔ کل ہند مشاعرے ہوئے۔ ماہانہ نشستیں کی گئیں اور کی جاری ہیں۔ اعزازی نشستیں ہوتی ہیں۔ ادیبوں کے انتقال کے بعد تعزیتی جلسے منعقد ہوتے رہے۔ کئی کتب خانے قائم کیے گئے۔ تعلیم کو فروغ دینے کے لیے مسلم غریب وضرورت مند طلبہ کی مدد کے لیے امدادی پروگرام بنائے گئے۔ انھیں اسکالرشپ اور دیگر مالی امدادیں دی گئیں۔ ادبی سمینار، نصابی کتابوں کی اشاعت، غریب وضرورت مند ادیبوں کی مالی مدد، ادیبوں کی خدمات کے اعتراف میں مالی مدد، کلام شاعر بزبان شاعر پروگرام کے تحت شعراء کے کلام کو ان ہی کی آواز میں ریکارڈ کر کے آڈیو کیسٹ بنانا، ملکی سطح پر اردو ادب کی بڑی بڑی کانفرنسوں کا انعقاد وغیرہ سرگرمیاں انجام دی گئیں۔ ان میں اصلاحی وفلاحی تنظیم کا ۱۹۹۹ء میں منعقد "اردو میلہ" اور اقبال کلب کے زیر اہتمام فروری ۲۰۰۹ء میں لی گئی "کل ہند اردو ادبی کانفرنس" خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ان انجمنوں کی شروعات ۱۹۲۲ء سے ہوئی۔ جب خلافت تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے مولانا محمد علی اور شوکت علی ملک کے دورے کر رہے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں یہ دونوں بھائی شولاپور آئے۔ یہاں کی خلافت کمیٹی نے یہ پروگرام منعقد کیا تھا۔ آپ دونوں بھائیوں نے قومی جذبات سے سرشار تقریریں کی شولاپور کی اس وقت کے نوجوان ان کی تقاریر سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے قومی مفاد کو بروئے کار لانے کے لیے "دارالمطالعہ" انجمن قائم کی یہیں سے شولاپور میں ادبی انجمنوں کا آغاز ہوا۔ باقی تمام انجمنیں اسی انجمن کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ کیوں کہ اسی انجمن نے شولاپور میں بہت سے صاحب کمال پیدا کیے۔ جنہوں نے آگے چل کر نہ صرف اردو زبان کی خدمت انجام دیں۔ بلکہ شولاپور میں سیاسی، سماجی اور تعلیمی میدان میں بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ اس کے بعد بہت سی انجمنیں قائم ہوئی جو بتدریج اسطرح ہیں۔ انجمن ترقی اردو (۱۹۳۵ء)، انجمن ترقی پسند مصنفین (۱۹۴۱ء)، مسلم کلب (۱۹۴۱ء)، صادق کلب (۱۹۴۱ء)، اقبال کلب (۱۹۶۵ء)، غالب کلب (۱۹۶۵ء)، بزم انجم (۱۹۷۰ء)، اردو ٹیچرس فیڈریشن شولاپور (۱۹۷۲ء)، کاروان ادب (۱۹۸۱ء)، مولانا ابوالکلام آزاد سوسائٹی (۱۹۸۸ء)، بزم غالب (۱۹۹۱ء)، اصلاحی وفلاحی تنظیم (۱۹۹۳ء)، ادارہ حلقۂ ادب (۱۹۹۷ء)، انجمن قدیر (۲۰۰۰ء)، غفور انیس میموریل ٹرسٹ (۲۰۰۳ء)، ہندی اردو قومی ایکتا منچ (۲۰۰۷ء)، شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن ضلع شولاپور (۲۰۰۷ء) وغیرہ۔

متذکرہ انجمنوں نے مختلف سرگرمیاں انجام دے کر شولاپور میں اردو زبان وادب کو زندہ رکھا۔ اس کی ترقی و ترویج میں حصہ لیا۔ ہنوز یہ کام جاری ہے۔ پچھلی انجمنوں سے سبق اور حوصلہ پا کر نئی انجمنیں کام کر رہی ہیں۔ سبھوں کا مقصد بقول عزیز احمد عزیز شولاپوری کے یہ ہے۔

جب تک زمین، شمس، قمر آسماں رہے
یارب عروج پر میری اردو زبان رہے

☆☆☆

کتابیات:

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف	ناشر	سن اشاعت
(۱	آئینہ وفا۔	حافظ عباداللہ شاہ قادری۔	بزم غالب، شولاپور۔	۲۰۰۱ء
(۲	اکثر جگورا۔	نسیم مدنی۔	مدنی نسیم ۲۳۳، ساکھر پیٹھ، شولاپور۔	۱۹۸۵ء
(۳	الفاظ کی حرارت۔	شاغل ادیب۔	نیرنگ ادب پبلی کیشنز، حیدرآباد۔	۲۰۰۱ء
(۴	انمول باتیں۔	جہاں آرا بیگم علیم۔	بیجاپور سے کے چیک کلاس بیگم پیٹھ، شولاپور۔	۱۴ اکتوبر ۱۹۹۸ء
(۵	انتخاب اردو شاعری۔	مجلس ادارت شولاپور یونیورسٹی۔	شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن، شولاپور۔	۲۰۰۹ء
(۶	انتخاب اردو نثر۔	مجلس ادارت شولاپور یونیورسٹی۔	شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن، شولاپور۔	۲۰۰۹ء
(۷	ارتکاز خیال۔	رفیع تنویر شولاپوری۔	گل بوٹے پبلی کیشنز، ممبئی۔	مئی ۲۰۰۳ء
(۸	اضطراب خیال۔	عبدالرزاق نظر شولاپوری۔	عبدالرزاق رند، لوک مانیہ نگر، شولاپور۔	۲۰۰۳ء
(۹	انوار تقدیر۔	مدنی نسیم۔	ادارہ انوار قمر، ساکھر پیٹھ، شولاپور۔	۲۴ جون ۱۹۹۳ء
(۱۰	افکار جوش۔	جوش شولاپوری۔	مسز حمیدہ بانو آوٹے، آئیڈیل گرلز ہائی اسکول، رنگا گری۔	۱۹۷۱ء
(۱۱	اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام۔	مولوی عبدالحق۔	انجمن ترقی اردو ہند، دہلی۔	۱۹۹۵ء
(۱۲	اردو ادب کی تنقیدی تاریخ۔	سید احتشام حسین۔	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی۔	۱۹۹۸ء
(۱۳	اردو ڈرامے کی تاریخ و تنقید۔	عشرت رحمانی۔	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔	۱۹۹۵ء
(۱۴	اردو بالواڑی۔	عبدالرزاق رند اور محمد شفیع چوبدار۔	شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن، شولاپور۔	۲۰۰۹ء
(۱۵	بارود کے پھول۔	عبدالرزاق رند شولاپوری۔	عبدالرزاق رند، لوک مانیہ نگر، شولاپور۔	۲۰۰۳ء
(۱۶	بال و پر۔	محمد حنیف بے چین۔	ظفر اینڈ کلرز، بیجاپور ویس، شولاپور۔	فروری ۱۹۹۹ء
(۱۷	برگ حنا۔	اعجاز بی اعجاز۔	ظفر اینڈ سلیمز، بیجاپور ویس، شولاپور۔	اپریل ۲۰۰۰ء
(۱۸	بگل۔	اثر شولاپوری۔	علوی بک ڈپو، ممبئی۔	جولائی ۱۹۶۷ء
(۱۹	بوئے پیراہن۔	قدیر شولاپوری۔	مولانا ابوالکلام آزاد سوسائٹی، شولاپور۔	۱۹۹۱ء
(۲۰	پہلی کرن۔	اقبال احمد اقبال۔	اقبال احمد اقبال اردو ہائی اسکول، رنگا گری۔	اگست ۱۹۹۳ء
(۲۱	تاریخ ادب اردو (جلد پانچ) رام بابو سکسینہ		بزم خضر راہ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔	ندارد
(۲۲	تاریخ ادب اردو۔	نورالحسن نقوی۔	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔	۱۹۹۸ء
(۲۳	تاریخ شولاپور اور مختصر تاریخ دکن۔	مجاہد القاسمی۔	مجاہد القاسمی، ۱۰ اسرار نگر، شولاپور۔	ندارد
(۲۴	تجلیات ترقی پور۔	شیخ ہارون برق۔	شیخ ایم۔ جاوید، انوار قمر، ساکھر پیٹھ، شولاپور۔	اگست ۱۹۹۳ء
(۲۵	تجلیات حقیقی۔	پیر احمد شاہ حقیقی۔	ادارہ بزم الفیض، ضلع شولاپور۔	مارچ ۱۹۸۰ء
(۲۶	ترانے۔	قدیر شولاپوری۔	انجمن قدیر، شولاپوری۔	۲۰۰۳ء
(۲۷	تیر نیم کش۔	سراج شولاپوری۔	انجمن قدیر، شولاپور۔	مئی ۲۰۰۶ء
(۲۸	جشن قدیر، جس میں اجرائے بوئے پیراہن۔	مولانا ابوالکلام آزاد سوسائٹی۔	مولانا ابوالکلام آزاد سوسائٹی، شولاپور۔	مارچ ۱۹۹۵ء
(۲۹	جشن ظفر انجم (روداد مع قصائد)	ڈاکٹر عالم جہانگیر۔	ظفر انجم میموریل ٹرسٹ، شولاپور۔	دسمبر ۲۰۰۳ء
(۳۰	جزل تاج۔	مدنی نسیم۔	ادارہ انوار قمر، ساکھر پیٹھ، شولاپوری۔	۱۹۹۰ء
(۳۱	حروف تابندہ۔	شاغل ادیب۔	نیرنگ ادب پبلی کیشنز، حیدرآباد۔	۲۰۰۱ء

(۳۲	دربارِ کرم۔	شاغل ادیب۔	نیرنگِ ادب پبلی کیشنز، حیدرآباد۔	۱۹۹۰ء
(۳۳	دشتِ جنوں۔	فضل راحتی۔	فضل راحتی میموریل ٹرسٹ، شولاپور۔	اکتوبر ۲۰۰۹ء
(۳۴	دکنی ادب کی تاریخ۔	محی الدین قادری زور۔	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔	۲۰۰۰ء
(۳۵	دکن میں اردو۔	نصیر الدین ہاشمی۔	ترقی اردو بیورو، نئی دہلی۔	۱۹۸۵ء
(۳۶	دکھوں کا سمندر سکھوں کا جزیرہ۔	شاغل ادیب۔	نیرنگِ ادب پبلی کیشنز، حیدرآباد۔	۱۹۹۳ء
(۳۷	ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر۔	سید غازی الدین۔	ادارہ برائے مطالعہ وتحقیق تاریخ دکن شعوار پیٹھ، شولاپور۔	۲۰۰۷ء
(۳۸	ذوقِ ادب۔	مجلس ادارت شولاپور یونیورسٹی۔	شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن ضلع شولاپور۔	۲۰۰۷ء
(۳۹	ذوقِ نظر۔	ایم۔ ایم۔ شیخ۔	اصلاحی وثقافتی تنظیم، شولاپور۔	نومبر ۲۰۰۷ء
(۴۰	ذکرِ اعظم۔	شاغل ادیب۔	نیرنگِ ادب پبلی کیشنز، شولاپور۔	۱۹۸۹ء
(۴۱	رسیلے گیت۔	نسیم مدنی۔	حیدر علی قاسم علی بیجاپورے ساکھر پیٹھ، شولاپور۔	۱۹۸۰ء
(۴۲	سارے جہاں سے اچھا۔	سید سعید احمد۔	حاجی کلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ، پونہ۔	یکم جون ۲۰۰۹ء
(۴۳	سایہ۔	ش۔ شکیل شولاپوری۔	محمد شریف غلام حسین شیخ پاچھا پیٹھ، شولاپور۔	جون ۱۹۹۳ء
(۴۴	سرمدی نغمے۔	حاجی شولاپوری۔	جماعۃ القریش اکیڈمی حاجی ماسی چوک، شولاپور۔	ندارد
(۴۵	سورج کی دستار۔	حکیم شولاپوری۔	جاوید بی زین الدین شیخ صدر بازار، شولاپور۔	نومبر ۲۰۰۵ء
(۴۶	شاعری جسے میں آتی ہے۔	شاغل ادیب۔	نیرنگِ ادب پبلی کیشنز، حیدرآباد۔	۱۹۹۹ء
(۴۷	شمعِ ہدایت۔	محمد ادریس بیجاپورے۔	محمد ادریس بیجاپورے ۴۹۳ بیگم پیٹھ، شولاپور۔	یکم جنوری ۱۹۹۹ء
(۴۸	شمیمِ غزل۔	عبدالحمید محب شولاپوری۔	رند شولاپوری لوک مانیہ نگر، شولاپور۔	۲۰۰۳ء
(۴۹	شولاپور تاریخ کے آئینے میں۔	نسیم مدنی۔	اصلاحی وثقافتی تنظیم، شولاپور۔	۳۱ مارچ ۱۹۹۹ء
(۵۰	شہر شولاپور کے روشن چراغ	ڈاکٹر غلام دستگیر۔	این۔ آر۔ بوریا میموریل ٹرسٹ، شولاپور۔	دسمبر ۲۰۰۶ء
(۵۱	شہ رگ کا لہو۔	مخدوم علی محشر۔	مخدوم علی محشر، رحمن سوداگر چکی چار احمد آباد۔	ستمبر ۱۹۹۰ء
(۵۲	شیواجی کون تھے؟	سید شاہ غازی الدین۔	پرکاش وشواس راؤ ہاٹکے ممبئی۔	اگست ۲۰۰۳ء
(۵۳	صبحِ غزل۔	مجیب حاتمی شولاپوری۔	حلقۂ ادب، شولاپور۔	نومبر ۱۹۹۸ء
(۵۴	عہدِ عالمگیر کے درباری اخبارات۔	سید شاہ غازی الدین۔	ادارہ برائے مطالعہ وتحقیق تاریخ دکن شعوار پیٹھ، شولاپور۔	۲۰۰۱ء
(۵۵	عارف نعمانی شخصیت اور فن۔	محمد صدیق نقوی۔	انصاری آفسیٹ الہ آباد۔	۲۰۰۳ء
(۵۶	علامہ کالی داس گپتا رضا کے ادبی سفر۔ مرتبہ: قمر تیج پوری۔		اسباق پبلی کیشنز سارز دھنرل، پونہ۔	۲۰۰۷ء
(۵۷	غالب خستہ کے بغیر۔	عبدالرشید ارشد جوازکر۔	بزمِ غالب، شولاپور۔	۱۹۹۹ء
(۵۸	غبارِ کارواں۔	یکتا صدفی شولاپوری۔	یکتا صدفی ٹرسٹ چاندنی چوک، شولاپور۔	مارچ ۱۹۸۳ء
(۵۹	فصیلِ بشارت۔	شاغل ادیب۔	نیرنگِ ادب پبلی کیشنز، حیدرآباد۔	۱۹۹۶ء
(۶۰	کالیا کا انجام۔	نسیم مدنی۔	مدنی نسیم ساکھر پیٹھ، شولاپور۔	۱۹۸۶ء
(۶۱	کاروانِ ادب (۱۹۸۹ء)۔	کاروانِ ادب۔	کاروانِ ادب شاستری نگر، شولاپور۔	۱۹۸۹ء
(۶۲	کاروانِ ادب (۱۹۹۰ء)۔	میر افضل میر۔	کاروانِ ادب شاستری نگر، شولاپور۔	۱۹۹۰ء
(۶۳	کلیاتِ درویش۔	محمد حنیف درویش۔	کل ہند جمعیۃ المشائخ ہند شاخ، شولاپور۔	۲۰۰۳ء
(۶۴	کلیمی پہیلیاں۔	کلیم شولاپوری۔	کلیم شولاپوری جمعہ پیٹھ، شولاپور۔	۱۹۸۷ء
(۶۵	کہکشاں۔	عبدالرزاق رند۔	کاروانِ ادب شاستری نگر، شولاپور۔	مارچ ۲۰۰۶ء
(۶۶	گلگشت۔	بشیر پرواز۔	مسلم بولا یا ساحل شاستری نگر، شولاپور۔	ستمبر ۱۹۸۹ء

۶۷)	گلدستۂ ادب۔	محمد شفیع چوبدار۔	شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن شولاپور۔	۲۰۰۹ء
۶۸)	کلکتے۔	نسیم سلمان۔	ادارہ انوارِ قمر ساگر پیٹھ شولاپور۔	۲۰۰۷ء
۶۹)	لالۂ صحرا۔ (قمر شولاپوری کی حیات و خدمات) ڈاکٹر غلام دستگیر۔		شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن شولاپور۔	۲۰۰۷ء
۷۰)	لہو رنگ۔	باور شولاپوری۔	مولانا ابوالکلام آزاد سوسائٹی شولاپور۔	۱۹۹۴ء
۷۱)	متاعِ سخن۔	حبیب احمد شوقی۔	حبیب شوقی شاستری نگر شولاپور۔	۲۰۰۵ء
۷۲)	مختصر تاریخ ادب اردو۔	اعجاز حسین۔	اردو کتاب گھر نئی دہلی۔	ندارد۔
۷۳)	مضارعے۔	طالب شولاپوری۔	ادارہ انوارِ قمر ساگر پیٹھ شولاپور۔	۲۰۰۵ء
۷۴)	معاونِ اردو۔	نسیم سلمان۔	ادارہ انوارِ قمر ساگر پیٹھ شولاپور۔	۱۹۹۰ء
۷۵)	میاں تاجو جی بابا چھلے (حیات اور کارنامے) ایڈوکیٹ سید شاہ غازی الدین۔		ادارہ برائے مطالعہ و تحقیق اردو تاریخ دکن شفوار پیٹھ شولاپور۔	۲۰۰۵ء
۷۶)	مینارِ عزیمت۔	میر افضل۔	اصلاح و فلاح تنظیم شولاپور۔	۱۵ اپریل ۲۰۰۶ء
۷۷)	نسیمِ ادب۔	مجلس ادارت شولاپور یونیورسٹی۔	شولاپور اردو میڈیم ٹیچرس اسوسی ایشن ضلع شولاپور۔	۲۰۰۷ء
۷۸)	نغمۂ جہدِ عمل۔	محمد علی مختصر۔	خطیب کتاب گھر اینڈ پریس احمد آباد۔	فروری ۱۹۹۹ء
۷۹)	نورانی قاعدہ۔	نورجہاں دستگیر۔	نورجہاں دستگیر کیلوکر نگر شولاپور۔	اکتوبر ۲۰۰۶ء
۸۰)	نوکِ سوزاں۔	الیاس احمد الیاس۔	بزمِ غالب شولاپور۔	۲۰۰۳ء
۸۱)	وسیلہ۔	حافظ عبداللہ شاہ قادری۔	بزمِ غالب شولاپور۔	۲۰۰۶ء
۸۲)	ہنستے گیت۔	نسیم سلمان۔	حاجی علی قاسم علی بیجاپورے ساگر پیٹھ شولاپور۔	۱۹۸۰ء
۸۳)	ہنسامت۔	نسیم سلمان۔	ادارہ انوارِ قمر ساگر پیٹھ شولاپور۔	۲۰۰۳ء
۸۴)	یہ شام بھی کہاں ہوئی۔	سید عباس۔	نوائے دکن چوپٹی شریٹ بازار اورنگ آباد۔	۱۹۸۷ء

(رسالے)

۸۵)	اردو چینل (جلد ۹، شمارہ ۳۳۔۳۴) (جون ۲۰۰۶ تا دسمبر ۲۰۰۶ء)۔	عبید اعظم اعظمی۔	اردو چینل کیانی کالونی کینڈی ممبئی۔	دسمبر ۲۰۰۶ء
۸۶)	اردو بک ریویو (جلد XIII) (جولائی اگست ستمبر ۲۰۰۹ء)۔	محمد عارف اقبال۔	اردو بک ریویو دریا گنج نئی دہلی۔	۲۰۰۹ء
۸۷)	بزمِ غالب مجلہ ۲۰۰۵ء۔	بشیر پرواز۔	بزمِ غالب شولاپور۔	۲۰۰۵ء
۸۸)	جوہر ۱۹۸۱ء۔	محمد اسحاق۔	پرائمری اردو ٹیچرس فیڈریشن شولاپور۔	۱۹۸۱ء
۸۹)	جوہر ۱۹۹۷ء	عبدالغفار شیخ۔	پرائمری اردو ٹیچرس فیڈریشن شولاپور۔	۱۹۹۷ء
۹۰)	سالانہ احوال اصلاح و فلاح تنظیم شولاپور۔ (۱۹۹۷ء۔۱۹۹۸ء)	اصلاح و فلاح تنظیم۔	اصلاح و فلاح تنظیم شولاپور۔	۱۹۹۸ء
۹۱)	سالانہ احوال اصلاح و فلاح تنظیم۔ ایضاً۔ شولاپور۔ (۱۹۹۸ء۔۱۹۹۹ء)		ایضاً۔	۱۹۹۹ء
۹۲)	سالانہ احوال اصلاح و فلاح تنظیم شولاپور۔ (۱۹۹۹ء۔۲۰۰۰ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۰ء
۹۳)	سالانہ احوال اصلاح و فلاح تنظیم شولاپور۔ (۲۰۰۰ء۔۲۰۰۱ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۱ء
۹۴)	سالانہ احوال اصلاح و فلاح تنظیم شولاپور۔ (۲۰۰۱ء۔۲۰۰۲ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۲ء

۹۵)	سالانہ احوال اسلامی ثقافتی کمیٹی شولاپور۔ (۲۰۰۲ء۔۲۰۰۳ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۳ء
۹۶)	سالانہ احوال اسلامی ثقافتی کمیٹی شولاپور۔ (۲۰۰۳ء۔۲۰۰۴ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۴ء
۹۷)	سالانہ احوال اسلامی ثقافتی کمیٹی شولاپور۔ (۲۰۰۴ء۔۲۰۰۵ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۵ء
۹۸)	سالانہ احوال اسلامی ثقافتی کمیٹی شولاپور۔ (۲۰۰۵ء۔۲۰۰۶ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۶ء
۹۹)	سالانہ احوال اسلامی ثقافتی کمیٹی شولاپور۔ (۲۰۰۶ء۔۲۰۰۷ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۷ء
۱۰۰)	سالانہ احوال اسلامی ثقافتی کمیٹی شولاپور۔ (۲۰۰۷ء۔۲۰۰۸ء)	ایضاً۔	ایضاً۔	۲۰۰۸ء

اخبارات

اس مقالے کی تیاری میں ہفت روزہ "آئینہ ایام" شولاپور مہاراشٹر، ہفت روزہ "انوار قمر" شولاپور مہاراشٹر، ہفت روزہ "مقدس" شولاپور مہاراشٹر ہفت روزہ "اردو میلہ" شولاپور مہاراشٹر ہفت روزہ "الفیض" شولاپور مہاراشٹر ہفت روزہ "اصول" پونہ مہاراشٹر، روزنامہ "انقلاب" ممبئی مہاراشٹر روزنامہ "اردو ٹائمز" ممبئی مہاراشٹر روزنامہ "سیاست" حیدرآباد، روزنامہ "منصف" حیدرآباد وغیرہ کے خصوصی شماروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆

Dr. Chobdar Md. Shafi Abdul Sattar